۱۳ رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ / 14 مارچ 2025ء

ایمان کے ثَمَرات

اور

غزواتِ بدر و فتحِ مکہ میں اُن کے مَظاہر

(مع پیغام بمناسبت ”یومِ تحفّظِ ناموسِ رسالت“)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

Join our channel مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Follow our Account مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Like our Page Jamia Nizamia Rizvia
Like our Page Jamia Nizamia Rizvia
Subscribe our channel Jamia Nizamia Rizvia

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ۔ [المؤمن 51:40]

ایمان ربّ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ مالکِ کریم کی رِضا اور دُنیا و آخرت کی دیگر تمام بھلائیاں ایمان ہی کے ساتھ ہیں... جسے ایمان نصیب نہیں بارگاہِ الٰہی میں اُس کی رائی کے دانے برابر بھی عزت و تکریم نہیں اور سوائے عارضی دُنیاوی دَولت و آسائش کے اُس کے لیے کوئی خیر و بھلائی نہیں... تاہم جسے دولتِ ایمان عطا ہوئی خالقِ کریم کی جانب سے اُس کے لیے عزت واِکرام بھی ہے اور دُنیا و آخرت میں اِتنی سعادتوں کے وعدے ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔

کسی چیز کا معیار جس قدر بلند ہو اُس کے فوائد و ثمرات بھی اُتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں اور معیار اچھا نہ ہو تو منافع کی مقدار بھی کم یا ختم ہو جاتی ہے۔ مثلاً دُودھ خالص ہو گا تو خوش ذائقہ بھی ہو گا، صحت بخش بھی اور قوّت افزا بھی... لیکن ملاوٹ شدہ ہو تو بجائے فائدہ مند ہونے کے نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے۔ اِسی طرح ایمان اگر پختہ ہو تو وہ انسان کو اتنی بلندیوں تک لے جاتا ہے کہ فرشتوں سے بھی اعلیٰ کر دیتا ہے اور دُنیا و آخرت قابلِ رشک بن جاتی ہے، لیکن کمزور اور رسمی قسم کا ہو تو حالت ہمارے جیسی ہی ہوتی ہے۔

قرآنِ حکیم میں باری تعالیٰ نے ایمان پر جن سعادتوں کا وعدہ فرمایا ہے وہ یقیناً برحق ہیں اور ایمان کے جو ثمرات و نتائج ذکر فرمائے ہیں بلاشبہ وہ سچے ہیں۔ اگر آج مسلمان ہونے کے باوجود ہمیں وہ ثمرات و منافع نصیب نہیں تو اِس کا مطلب ہے کہ ہمیں اپنے ایمان کو پختہ کرنے اور ایمانی تقاضوں کو پورا کرنے کی ضرورت ہے۔

رمضان کریم ایمان کی ترقّی اور دینی جذبات کو پختہ کرنے کا مہینہ ہے۔ رحمتِ الٰہی جوبَن پر ہوتی ہے اور ماحول نورانی ہوتا ہے۔ انسان خود کو سنوارنا چاہے اور اپنے ایمان کو پختہ کرنا چاہے تو اِس مہینے کے اندر وہ بہت جلد اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

ماہِ پُرنور میں ایسے متعدّد واقعات رونما ہوئے ہیں جن کا تذکرہ ایمان کو جِلا و تازگی عطا کرتا ہے۔ ہجرتِ نبویہ کے دوسرے سال 17 رمضان المبارک کو اسلام اور کفر کی پہلی بڑی جنگ ہوئی، جسے غزوۂ بدر کہا جاتا ہے اور ہجرت کے آٹھویں سال رمضان المبارک کے دوسرے عشرے میں [1] مکّہ مکرمہ فتح ہوا، جس کے بعد لوگ جوق دَر جوق اسلام قبول کرنے لگے۔ اِن دونوں غزوات میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے بے مثال انداز سے ایمانی جذبات کا مظاہرہ کیا، پھر باری تعالیٰ نے بھی اُنھیں ایمان کے ثمرات سے یوں نوازا کہ اُن کے ذکر سے قیامت تک کے مسلمانوں کو ایمان کی پختگی اور عملِ صالح میں ترقّی کا جذبہ نصیب ہوتا رہے گا۔

چنانچہ آج ایمان کے ثمرات اور غزواتِ بدر و فتحِ مکہ میں اُن کے مَظاہر سے متعلق گفتگو ہو گی۔

---

[1] یومِ فتح سے متعلق روایات مختلف ہیں، 20 رمضان المبارک کا یومِ فتحِ مکہ ہونا مشہور ہے۔

ایمان کا تعارف

ایمان کے فوائد و ثمرات سے متعلق گفتگو سے پہلے ایمان کا تعارف ضروری ہے؛ تاکہ کوئی غلط فہمی ہو تو وہ بھی دُور ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو کہ کن اوصاف کو پختہ کرنے سے ایمانی ترقّی نصیب ہو گی۔

''ایمان'' تمام ''ضروریاتِ دین'' پر سو فیصد پختہ یقین کا نام ہے۔ یعنی وہ بنیادی اسلامی عقائد جو قرآن و سنت کے قطعی دلائل سے صراحت کے ساتھ ثابت ہیں اور ہر خاص و عام پر واضح ہیں، اُن میں سے ہر ایک کو سچے دل سے، پختہ اعتقاد کے ساتھ ماننا۔

ضروریاتِ دین میں چھ باتیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں:

1) **ایمان باللّٰہ:** یعنی یہ پختہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ واحد و تنہا ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں، نہ اُس کی ذات میں، نہ اُس کی صفات میں، نہ اُس کے اسما (ناموں) میں، نہ اُس کی سلطنت میں اور نہ ہی اُس کے افعال و احکام میں... وہ کسی کا محتاج نہیں، مگر تمام جہان اُس کا محتاج ہے... وہ تنہا معبود ہے، اُس کے علاوہ کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں... صرف وہی واجب الوجود ہے، باقی سب اپنے وُجود میں اُس کے محتاج ہیں... وہ مخلوق کے اوصاف: جسم اور اعضا و جوارح وغیرہ سے پاک ہے۔

2) **ایمان بالرُّسُل:** یعنی دل سے تسلیم کرنا کہ خالقِ کائنات نے مخلوق کی ہدایت کے لیے کچھ مَردوں کی طرف وَحی فرمائی۔ یہ حضرات معصوم ہیں، یعنی شرعی طور پر یہ ممکن ہی نہیں کہ اُن سے کوئی گناہ سرزد ہو۔ یہ تمام مخلوق سے زیادہ عزت والے ہیں۔ بُرے اخلاق، جھوٹ اور ہر عیب و قابلِ نفرت چیز سے پاک ہیں۔ اِن کو ''انبیا'' کہا جاتا ہے اور اِن کا سلسلہ ہمارے آقا کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ختم ہو چکا ہے۔

3) **ایمان بالکُتُب:** یعنی اِس بات میں شک نہ کرنا کہ رب تعالیٰ نے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام پر متعدِّد صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں، جن میں سے چار کتابیں مشہور ہیں: تورات، زَبور، اِنجیل اور قرآنِ کریم۔ یہ تمام کتابیں برحق ہیں، مگر پہلی کتابوں کو اُمّتیں محفوظ نہ رکھ سکیں، اُن میں تبدیلیاں ہو چکی ہیں، البتہ آخری کتاب: قرآنِ حکیم ہر طرح کی تبدیلی سے مکمّل طور پر محفوظ ہے۔

4) **ایمان بالملائکۃ:** یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے نور سے ایک مخلوق پیدا فرمائی ہے، اِنھیں ''فرشتہ'' کہتے ہیں۔ یہ بہت معزّز اور معصوم بندے ہیں۔ نہ مَرد ہیں نہ ہی عورتیں۔ اِن کے ذمّے مختلف اُمور ہوتے ہیں اور اِنھیں عالی شان قوّت عطا ہوئی ہے۔

5) **ایمان بالقَدر:** یعنی صدقِ دل سے ماننا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے اپنے علم و حکمت کے مطابق قیامت تک ہونے والے ہر معاملے کا فیصلہ کر کے اُسے لوحِ محفوظ میں لکھوا دیا ہے۔

6) **ایمان بالآخِرت:** یعنی یہ اعتقاد رکھنا کہ موت کے بعد ایک دن جسموں میں دوبارہ روحیں ڈال کر اُٹھایا جائے گا اور حشر ہو گا، پھر اعمال کا وزن ہو گا، حساب لیا جائے گا، پُل صراط سے گزرنا ہو گا اور آخری ٹھکانا رحمتِ الٰہی سے جنت یا اعمال کی سزا میں جہنم ہو گا۔

اِن اُمور پر یقین جتنا پختہ ہو گا ایمان بھی اُتنا ہی زیادہ قوی ہو گا اور اُس کے ثمرات بھی اُسی قدر زیادہ نصیب ہوں گے۔

ایمان کا ثَمَرہ... دُنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی مدد

ایمان پر جن ثمرات و فوائد کا وعدہ فرمایا گیا ہے اُن میں سے ایک اہم یہ بھی ہے کہ خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ دُنیا و آخرت میں صاحبانِ ایمان کی نُصرت و مدد فرماتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ۔ ”بے شک ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی ضرور مدد فرمائیں گے... دنیا کی زندگی میں (بھی) اور اُس (قیامت کے) دن (بھی) جس دن وہ گواہ کھڑے ہوں گے۔“ [المؤمن 40:51] یعنی ربِّ کریم رسولوں اور اُن پر ایمان لانے والوں کو قوی دلائل عطا کرتا ہے... دین کو اور دین والوں کو غلبہ عطا فرماتا ہے، وقتی طور پر مشکلات بھی آئیں تو بالآخر ایمان والے ہی سربلند ہوتے ہیں... مالکِ کریم رُسُلِ کرام اور اُن کے غلاموں کے آثار کو اُن کے وصال کے بعد بھی باقی رکھتا ہے، یوں خیر میں اُن کی پیروی جاری رہتی ہے... قادرِ مطلق مسلمانوں کے دشمنوں سے اپنی قدرت کے ساتھ انتقام لیتا ہے... اور روزِ قیامت بھی مسلمانوں کو نُصرت و عزّت سے نوازے گا۔ (خزائن العرفان و تبیان القرآن، ملخصًا)

ایک طرح کی مدد تو ہر مسلمان کو نصیب ہوتی ہے اور ایمان پختہ ہوتا چلا جائے تو مالکِ کریم کی مدد میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پھر اگر ایمان اہلِ بدر کا ہو تو نُصرتِ الٰہی کا اظہار بھی ایسے بے مثال انداز سے ہوتا ہے کہ خالقِ کائنات نے سیدنا جبریل علیہ السلام سمیت پانچ ہزار فرشتے نازل فرمائے[1] اور بے سروسامان مسلمانوں کو اسلحہ سے لَیس بڑی فوج کے مقابلے میں شان دار فتح عطا فرمائی۔

غزوۂ بدر میں عطا ہونے والی مدد آنکھوں سے دکھائی دے رہی تھی۔ فرشتوں کو دیکھ کر شیطان کے میدان سے بھاگنے کا ذکر قرآنِ حکیم میں موجود ہے۔[2] اِسی طرح صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے بھی اپنی آنکھوں سے مدد کے کئی مَظاہر دیکھے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بدر کے روز ایک صحابی رضی اللہ عنہ کافر کا پیچھا کرتے ہوئے دوڑ رہے تھے، اچانک اُوپر سے کوڑا مارنے کی آواز سُنی اور کوئی گھڑ سوار (گھوڑے کو دوڑانے کے لیے) کہہ رہا تھا: أَقْدِمْ حَیْزُوْمُ! ”حیزوم، آگے بڑھو!“ (حیزوم فرشتے کے گھوڑے کا نام ہے)۔ پھر یک دم اُس صحابی کی نظر پڑی کہ وہ کافر مَرکر چِت گرا پڑا تھا، اُس کی ناک پر کوڑے کی چوٹ تھی، منہ پھٹا ہوا تھا اور پورے جسم کا رنگ تبدیل ہو چکا تھا۔ (وہ صحابی حیران تھے کہ مَرا ہوا نظر آرہا ہے، مگر مارنے والا دکھائی نہیں دیتا) اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صَدَقْتَ، ذٰلِكَ مِنْ مَّدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ۔ ”تم نے سچ کہا، (بدر میں مختلف آسمانوں کے فرشتے آئے ہوئے تھے، جو تم نے دیکھا) یہ تیسرے آسمان کی مدد سے ہے۔“ (صحیح مسلم: 1763)

---

[1] آلِ عمران 3:125۔ فرشتوں کی مدد سے متعلق حیران کُن مصدقّہ روایات پڑھنے کے لیے دیکھیے: تبیان القرآن، ج:4، ص:558 تا 561

[2] الانفال 8:48

ایمان کا ثَمَرہ... امن واطمینان

ایمان واسلام پر جو انعامات عطا ہوتے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ربِّ کریم صاحبانِ ایمان کو دُنیا وآخرت میں امن واطمینان عطا فرماتا ہے اور اُن کے دشمنوں / بدخواہوں کے دلوں میں اُن کا رُعب وخوف ڈال دیتا ہے۔

ارشاد ہے: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔ ”وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم / شرک کے ساتھ نہیں ملایا، اِنہی کے لیے امن وامان / بے خوفی ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔“[الانعام6:82] یعنی ایسے مخلص مسلمان دُنیا میں بھی بے خوف رہتے ہیں اور مصیبت آئے تو بھی دل پُر سکون ہوتا ہے... قبر میں بھی امان عطا ہوگی اور عذاب و گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے... آخرت میں بھی امن نصیب ہوگا اور جہنم سے نَجات پائیں گے۔(ماخوذ از نور العرفان)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اپنے وہ خصائص بیان فرمائے جو اوّلین وآخرین میں کسی اور کو عطا نہیں ہوئے۔ اُن کے تذکرہ میں یہ بھی فرمایا: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ۔ یعنی ”اللہ تعالیٰ نے میری اِس طرح مدد فرمائی ہے کہ وہ میرے دشمنوں کے دلوں میں میرا رُعب ودبدبہ ڈال دیتا ہے۔“(صحیح بخاری، حدیث:438)

ظاہر ہے کہ یہ انعام بھی ایمان کی قوّت وترقّی کے مطابق ہوگا۔ ایمان جس قدر پختہ ہوگا اطمینان وقرار اور دشمنوں کے دلوں میں رُعب بھی اُسی قدر ہوگا اور خدانخواستہ ایمان کمزور ہو تو صورتِ حال ویسی ہوتی ہے جو ہمارے سامنے ہے۔ اہلِ بدر کا ایمان بے نظیر تھا تو باری تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو سکینہ واطمینان بھی بے مثال عطا فرمایا:

- بدر پہنچنے سے پہلے ایسے بے خوف تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشورہ طلب فرمایا تو عرض کی: آقا! آپ جدھر کو چاہیں قدم بڑھائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کو حق کے ساتھ بھیجنے والے ربّ کی قسم! اگر آپ کا حکم ہو تو ہم سمندر میں کُود جائیں گے اور ہم میں سے ایک بھی پیچھے نہیں رہے گا۔(دلائل النبوّۃ للبیہقی، ج:3، ص:34، دار الکتب العلمیۃ۔ سیرتِ ابنِ ہشام، ج:1، ص:615)
- میدان میں پہنچے تو ایسے مطمئن تھے کہ جمعہ کو جنگ ہونا تھی، اُس سے پچھلی شب تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان نہایت پُر سکون نیند کے ساتھ سوئے اور صبح اُٹھے تو جہاد کے لیے بالکل تازہ دم تھے۔ اِس پُر سکون نیند کا تذکرہ قرآنِ حکیم میں بھی فرمایا گیا ہے۔[1]
- جنگ شروع ہوئی تو دلوں کو ایسا قرار تھا کہ بڑے تو بڑے رہے بچوں کی جواں مَردی کی بھی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ کفار کے سَرغنے ابوجہل کو اُس کی فوج کے نَرغے میں گُھس کر مارنے والے کوئی اُدھیڑ عمر تجربہ کار جنگجو نہیں تھے، بلکہ دو نَو عمر تھے: ایک کا نام سیدنا مُعَوَّذ اور دوسرے کا سیدنا مُعاذ ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔(صحیح بخاری، حدیث:3141)

---

[1] اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ۔ ”یاد کرو! جب اللہ نے اپنی طرف سے تمہاری تسکین کے لیے تم پر غنودگی طاری کر دی۔“[الانفال8:11]

دوسری طرف کفار کے دلوں پر خالقِ کائنات نے ایسا رُعب طاری کیا کہ جو مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا منصوبہ بنا کر اِتراتے ہوئے میدان میں آئے تھے اور اُنھیں اپنی طاقت پر ناز تھا... جب جنگ شروع ہوئی تو کچھ ہی وقت میں اُن کے نام وَر جنگجو مارے گئے اور وہ میدان چھوڑ کر اِس طرح بھاگنے لگے کہ نہ اپنے قتل ہونے والے سرداروں کی لاشوں کی پرواہ تھی، نہ ہی اپنے جنگی سامان کی فکر تھی... اپنی اپنی جان بچانے کے لیے ہر شخص سرپَٹ دَوڑ رہا تھا اور مسلمان اُنھیں گرفتار کر کے جنگی قیدی بنا رہے تھے۔

اِس انعام کا ذکر کرتے ہوئے خالقِ کائنات نے ارشاد فرمایا: اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ۔ ”اے حبیب، یاد کیجیے! جب آپ کے ربّ نے فرشتوں کو وحی فرمائی کہ مَیں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت قدم رکھو، عن قریب مَیں کافروں کے دلوں میں رُعب / ہیبت ڈال دوں گا تو تم کافروں کی گردنوں کے اُوپر مارو! اور ان کے ایک ایک جوڑ پر ضَربیں لگاؤ!“ [الانفال 8:12]

یہ بھگوڑے مکہ مکرّمہ میں واپس پہنچ کر لوگوں کو فرشتوں کے بارے میں بتاتے: ہمیں چِتکبرے گھوڑوں پر سوار گورے مَرد نظر آتے تھے، اُن کا مقابلہ کسی کے بس میں نہیں تھا۔ چنانچہ مسلمانوں نے ہمیں خوب قتل کیا اور جیسے چاہا قید کیا۔[1]

لمحۂ فکریہ: ربّ تعالیٰ کا وعدہ ضرور سچا ہے کہ وہ مسلمانوں کو امن و قرار سے نوازتا ہے اور اُس کے حبیبِ مکرّم ﷺ کی بشارت بھی برحق ہے کہ ”آپ ﷺ کی رُعب کے ساتھ مدد کی گئی ہے“، یعنی ربِّ کریم دشمنانِ اسلام کے دلوں میں اپنی قدرت سے خوف ڈال دیتا ہے... مگر اِس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ ہم اپنی نجی زندگی میں بھی امن و سکون کی دَولت سے محروم ہیں اور اجتماعی طور پر بھی اُمّتِ مسلمہ یہود و نصاریٰ کا ظلم و ستم برداشت کر رہی ہے، جب کہ مسلم حکمران کفار سے ایسے مرعوب و خوف زدہ ہیں کہ اُنھوں نے غزہ کے حوالے سے مذمّت کے علاوہ کچھ نہیں کیا، پھر ہالینڈ کے گستاخ کو لگام ڈالنے کے لیے کوئی تگڑی دھمکی تک نہیں دے سکے!

جس ربّ نے بدر میں مسلمانوں کو بے مثال مدد سے نوازا تھا اور کفّار کو مرعوب کر کے میدان سے بھگا دیا تھا نہ تو اُس کا وعدہ تبدیل ہوا ہے اور نہ ہی اُس کی قدرت میں کوئی کمی ہوئی ہے... اور جس نبیِ مکرم ﷺ کے ساتھ نسبت کی برکت سے امن و قرار عطا ہوتا تھا اُن کی وجاہت و تکریم میں بھی ہر لمحہ اِضافہ ہو رہا ہے... پھر حالات بدلنے کا مطلب ہے کہ ہمارا ایمان کمزور ہو گیا ہے اور ہمیں اپنے اندر اُس یقین کی جھلک پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو اہلِ بدر کو نصیب تھا۔ شاعرِ مشرق نے خوب کہا:

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نُصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردُوں سے قطار اندر قطار اب بھی

---

[1] فَوَاللهِ إِنْ لَقِيْنَاهُمْ فَمَنَحْنَاهُمْ أَكْتَافَنَا يَقْتُلُوْنَنَا كَيْفَ شَاءُوْا، وَيَأْسِرُوْنَنَا كَيْفَ شَاءُوْا ..... رَأَيْتُ رِجَالًا بِيْضًا عَلٰى خَيْلٍ بُلْقٍ، لَا وَاللهِ مَا تَلِيْقُ شَيْئًا وَلَا يَقُوْمُ لَهَا شَيْءٌ۔ (المستدرك على الصحيحين، رقم: 5403)

ایمان کا ثمَرہ... اقتدار و خلافت اور غلبۂ دین

اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے، ہر جگہ اُسی کا حکم نافذ تھا، ہے اور رہے گا۔ وہ جسے چاہے تختِ حکومت پر بٹھاتا ہے اور جسے چاہے محکوم و تابع بنا دیتا ہے۔

قرآنِ حکیم سے یہ دُستورِ قُدرت معلوم ہوتا ہے کہ تکبّر و سرکشی کرنے والے فسادیوں کو اگر وقتی طور پر اقتدار ملے تو بھی بالآخر وہ ذلیل و رُسوا ہوتے ہیں اور ایمان لا کر انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کی غلامی کرنے والوں کو عزّت و اقتدار سے نوازا جاتا ہے۔ فرعون کا اپنے تمام لشکروں سمیت غَرق ہونا اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے والے کمزوروں کا زمین پر اقتدار پانا اِس کی واضح مثال ہے۔

اِسی قدیم دُستور کے مطابق باری تعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرّم ﷺ اور آپ کے اصحابِ ذی شان سے فرمایا: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ... "تم میں سے ایمان والوں اور اچھے اعمال کرنے والوں سے اللہ نے وعدہ کیا":

1) لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ... "ضرور بالضرور (اللہ کریم) اُنھیں زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جس طرح سے اُن سے پہلوں کو خلافت عطا کی تھی۔۔۔"

2) وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ... "یقیناً یقیناً (ربّ تعالیٰ) اُن کے لیے اُن کے اُس دین کو مستحکم و مضبوط فرمادے گا جو ربّ نے اُن کے لیے پسند فرمایا ہے (دینِ اسلام کو تمام ادیان پر غالب فرمادے گا)۔۔۔"

3) وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا... "اور بلاشبہ ضرور اُن کے پہلے خوف کو امن میں تبدیل فرمادے گا۔" [النور 55:24]

خالقِ کائنات کے اِس سچے وعدے کی تکمیل سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت میں ہوئی، جب اسلام کا جھنڈا پوری دُنیا پر لہرایا، عالمی طاقتیں (Superpowers) مسلمانوں کے سامنے ڈھیر ہوئیں اور مسلمانوں کو اپنے خالقِ کریم کے علاوہ کسی بھی طاقت کا ڈر خوف نہیں رہا... تاہم وعدہ کیے گئے اِس اقتدار و غلبہ کا ابتدائی ظہور ہجرت کے آٹھویں سال رمضانِ کریم میں ہوا، جب مسلمان ایسی فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کہ کسی کو بھی راستہ روکنے کی جرأت نہیں تھی۔ وہ کافر جنھوں نے گزشتہ تقریباً بیس سال سے سرورِ عالَم ﷺ اور آپ کے اصحابِ ذی شان علیہم الرضوان کو ستانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، وہ آج آپ ﷺ کی بارگاہ میں مِنّت سَماجت کے ساتھ امان و معافی کی درخواستیں پیش کر رہے تھے۔

10 رمضان المبارک، 8ھ / یکم جنوری 630ء کو رسول اللہ ﷺ تقریباً 10,000 جاں نثار صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے۔ اِس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ اہلِ مکہ نے حدیبیہ میں ہونے والے معاہدے کی خلاف ورزی کی تھی۔ چنانچہ اُنھیں یہ خدشہ تو تھا کہ مسلمان اُن پر حملہ آور ہوں گے، مگر اُنھیں کسی بھی طرح سے یہ پتا نہیں چل سکا تھا کہ اتنا بڑا لشکر ہماری طرف روانہ ہو چکا

ہے۔ اُنھوں نے حالات کا جائزہ لینے کے لیے اپنے نمائندے بھیجے۔ آپ ﷺ نے مَرُّ الظَّهْرَان کے مقام پر پڑاؤ فرمایا تو صحابۂ کرام کو آگ روشن کرنے کا حکم دیا؛ تاکہ اہلِ مکہ کے نمائندوں کو مسلمانوں کی طاقت کا اندازہ ہو۔ جب نمائندے پہنچے تو اُنھوں نے یہ حیران کُن منظر دیکھا کہ تاحدِّ نگاہ خیمے نصب ہیں اور ہر خیمے کے پاس آگ روشن ہے۔[1] پھر جب لشکرِ اسلام روانہ ہوا تو سرورِ عالَم ﷺ نے خوب تیار ہو کر طاقت کا مظاہرہ کرنے کا حکم فرمایا، اہلِ مکہ کے نمائندوں نے یہ منظر بھی دیکھا اور ہکّے بکّے رہ گئے۔ یوں ہی اُنھوں نے صحابۂ کرام کے نماز پڑھنے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم پر عمل کرنے کے دل کَش مناظر دیکھے۔ اِن نمائندوں میں "ابوسفیان" بھی شامل تھے۔ اُنھوں نے واپس لَوٹنے سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا۔ جب وہ مکہ مکرمہ واپس پہنچے تو اعلان کیا: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، وَيْحَكُمْ! إِنَّهُ قَدْ جَاءَ مَا لَا قِبَلَ لَكُمْ بِهِ! هٰذَا مُحَمَّدٌ فِي عَشَرَةِ آلَافٍ عَلَيْهِمُ الْحَدِيْدُ، فَأَسْلِمُوْا! یعنی اے قریش! تمہارے پاس اتنی بڑی فوج پہنچ چکی ہے کہ تم کسی بھی صورت میں اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے دس ہزار جاں نثار صحابہ کے ساتھ رونق افروز ہو چکے ہیں اور وہ اسلحہ سے لَیس ہیں۔ جان بچانا چاہتے ہو تو فوری طور پر اسلام قبول کر لو! (المغازی للواقدی، ج:2، ص:823)

سرورِ عالَم ﷺ مکہ مکرّمہ میں پہنچے تو جو بھی شخص لشکرِ اسلام کو دیکھتا اُس کے ہوش اُڑ جاتے، لوگوں کو اپنی جانوں کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اعلانِ عام کروایا: مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِيْ سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ۔ یعنی "جو ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر میں چلا جائے اُس کے لیے امان ہے، جو اسلحہ پھینک دے (Surrender کرے) اُسے بھی امن ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے وہ بھی بے خوف ہے۔" (صحیح مسلم، حدیث:1780)

اب منظر یہ تھا کہ اہلِ مکہ اپنے اپنے گھروں کے دروازے بند کر کے اور اسلحہ پھینک کر امان کی درخواست کر رہے ہیں۔ مکہ مکرمہ کے چاروں اطراف اور ہر بازار سے امام الانبیا ﷺ کے وفا شعار مُسَلَّح صحابۂ کرام علیہم الرضوان داخل ہو رہے ہیں... نبیِ کریم ﷺ کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے پورا مکہ اُمڈ آیا ہے... گلیاں، بازار، مکانوں کے دریچے، چھتیں اور قریبی پہاڑیوں کی چوٹیاں شائقینِ زیارت سے بھری ہوئی ہیں۔ دوسری طرف نبیِ کریم ﷺ کی دُنیاوی شان و شوکت سے بے نیازی کا عالَم یہ ہے کہ اپنی اُونٹنی قَصْواء پر جلوہ گر ہیں، سرِ انور پر سیاہ عمامہ شریف سجایا ہوا ہے، اپنے پیچھے اپنے آزاد کردہ غلام سیدنا زید کے بیٹے سیدنا اُسامہ رضی اللہ عنہما کو بٹھایا ہوا ہے، بارگاہِ الٰہی میں عاجزی کے لیے گردن مبارک جھکائی ہوئی ہے، حتّٰی کہ پیشانی مبارک کجاوے کی سامنے والی لکڑی کو چھو رہی ہے۔ زبانِ اقدس پر یہ حسین کلمات بھی جاری ہوئے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ... "سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور اپنے بندے (رسول) کی مدد فرمائی اور تنہا اُسی نے تمام دشمن لشکروں کو شکست دی۔"

(سنن ابن ماجہ، حدیث:2628۔ مسند احمد، حدیث:15388)

---

[1] فَلَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ الظَّهْرَانِ عِشَاءً أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُوْقِدُوْا النِّيْرَانَ، فَأَوْقَدُوْا عَشَرَةَ آلَافِ نَارٍ۔ (المغازی للواقدی:814/2)

حرفِ آخر: ایمان کی صَلابَت اور یومِ تحفّظِ ناموسِ رسالت

دولتِ ایمان وہ سعادت ہے جس پر خالقِ کائنات نے دُنیا و آخرت کی بے شمار بھلائیوں کا وعدہ فرمایا ہے؛ اِسی لیے قرآن و سنت کی تربیت کے مطابق بزرگانِ دین سب سے زیادہ اہتمام اِسی دُعا کا کیا کرتے تھے کہ خداوندا! دُنیا سے جاتے ہوئے ہمارا ایمان سلامت رکھنا!

ایمان جس قدر پختہ ہو اُس کے ثمرات و منافع بھی اُتنے ہی زیادہ نصیب ہوتے ہیں۔ قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں نے ایمانی تقاضوں کو اعلیٰ انداز میں پورا کیا تو ربّ تعالیٰ نے بھی اپنے وعدوں کی نرالی شان کے ساتھ تکمیل فرمائی۔ یقیناً مالکِ کریم کے وعدے آج بھی سچے ہیں اور اُس کی قدرت میں آج بھی کسی طرح سے کوئی کمی نہیں ہوئی... کوتاہی ہماری ہی طرف سے ہے کہ ہم نے ایمانی تقاضوں کو پورا نہیں کیا تو نجی زندگی کے حقیقی لُطف سے بھی محروم ہیں اور اُمّت کی اجتماعی صورتِ حال بھی ناگفتہ بہ ہے۔

''ایمان'' تمام ''ضروریاتِ دین'' پر سو فیصد پختہ یقین کا نام ہے۔ یعنی وہ بنیادی اسلامی عقائد جو قرآن و سنت کے قطعی دلائل سے صراحت کے ساتھ ثابت ہیں اور ہر خاص و عام پر واضح ہیں، اُن میں سے ہر ایک کو سچے دل سے، پختہ اعتقاد کے ساتھ ماننا۔

آج کے خطبہ میں ایمان کے فقط تین ثمرات و فوائد کا تذکرہ کیا گیا ہے (اللہ کریم نے چاہا تو آئندہ خطبۂ جمعہ میں اِس حوالے سے مزید گفتگو کی جائے گی):

1) ربّ تعالیٰ ایمان والوں کی دُنیا و آخرت میں مدد فرماتا ہے۔
2) خالقِ کائنات صاحبانِ ایمان کو دُنیا و آخرت میں امن و اطمینان عطا فرماتا ہے اور اُن کے دشمنوں / بدخواہوں کے دلوں میں اُن کا رُعب و خوف ڈال دیتا ہے۔
3) مالکِ کریم مسلمانوں کو زمین میں اقتدار و غلبہ عطا فرماتا ہے اور فسادیوں کو وقتی طور پر حکومت مل بھی جائے تو اُن کا انجام ذلّت و رُسوائی کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔

اگر ہم ماہِ رمضانِ کریم میں ہونے والے دو غزواتِ مبارکہ: غزوۂ بدر اور غزوۂ فتحِ مکہ کی تاریخ پڑھیں تو تینوں ثمرات کا مثالی مظاہرہ نظر آتا ہے۔ دونوں مواقع پر نُصرتِ الٰہی یوں عطا ہوئی کہ کفار کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور مسلمان شان دار کامیابی سے ہم کنار ہوئے... دونوں غزوات میں سخت حالات کے باوجود صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو ایسا امن و قرار میسّر تھا جو عام شخص کو معمول کے حالات میں بھی نہیں ملتا، دوسری طرف دشمنانِ اسلام مرعوب و خوف زدہ ہو کر مسلمانوں کے سامنے بے بَس نظر آتے تھے... اور مالکِ کریم نے اِن دونوں مراحل میں دین اور دین والوں کو ایسا غلبہ عطا فرمایا جو بعد میں پوری دُنیا پر مسلمانوں کی حکومت کا ذریعہ بنا۔

اگر آج ہم بھی ایمانی تقاضوں کو پورا کریں تو یقیناً رحمتِ الٰہی سے یہ ثمرات ہمیں بھی نصیب ہوں گے۔

آخر میں ایک اور اہم بات کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں خوف، تعصّب اور منفی جذبات پھیلانے کا سلسلہ شروع سے جاری ہے اور موجودہ دَور میں یہ سازش جدید ذرائع کے ساتھ ہو رہی ہے۔ آئے روز سرورِ عالَم ﷺ کی شانِ رفیع میں گستاخی اور قرآنِ مجید کی توہین اِسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

چند سالوں سے 15 مارچ کو "اسلاموفوبیا سے نمٹنے کا عالَمی دن / International Day to Combat Islamophobia" منایا جاتا ہے۔ اِس سال حکومتِ پاکستان نے یہ دن بطور "یومِ تحفّظِ ناموسِ رسالت" منانے کا اعلان کیا ہے۔ یہ اقدام لائقِ تحسین ہے؛ کیونکہ ناموسِ رسالت کے حوالے سے عوام میں شعور و آگہی کا اضافہ بے حد ضروری ہے، تاہم اِس موقع پر محض رسمی سیمینارز وغیرہ کافی نہیں؛ اِس لیے کہ یہ رویّہ سیاسی کاموں کے لیے اپنایا جاتا ہے، جب کہ تحفّظِ ناموسِ رسالت ایمانی تقاضا ہے اور اِس بارے میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم کے بغیر نہ تو بندہ مسلمان ہو سکتا ہے اور نہ ہی ایمان سلامت رہتا ہے۔

حکومت کو چاہیے کہ شایانِ شان طریقے سے یہ دن منانے کے ساتھ ساتھ عملی اقدامات بھی کرے۔ چنانچہ:

- گستاخِ رسول کے سدِّباب کے لیے دیگر اسلامی ممالک کے تعاوُن سے عالَمی سطح پر قانون سازی کروائی جائے۔
- اجتماعی طور پر گستاخانِ رسول کو چھوٹ دینے والے ممالک کو سخت سفارتی پیغام دیا جائے اور اُن کا معاشی بائیکاٹ کرتے ہوئے یہ باور کروایا جائے کہ امن کے لیے ناموسِ رسالت کا تحفّظ بے حد ضروری ہے۔
- جن مجرموں کی گستاخی ثابت ہو چکی ہے اور پاکستانی کورٹس نے اُنھیں پھانسی کی سزا سنا رکھی ہے فوری طور پر اُنھیں پھانسی کے پھندے پر لٹکا کر نشانِ عبرت بنایا جائے اور جو مقدّمات زیرِ سماعت ہیں اُن کا ٹرائل تیز رفتاری سے کیا جائے۔
- سوشل میڈیا پر گستاخانہ مواد کو روکنے کے لیے سخت ترین قوانین نافذ کیے جائیں اور پی۔ٹی۔اے۔ کے ذریعے ایسے مواد کو فوری طور پر بلاک کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں۔

کچھ عرصہ قبل کہا گیا تھا کہ سوشل میڈیا پر چیک رکھنے کے لیے اربوں روپے خرچ کر کے "فائروال" (سکیورٹی سسٹم) قائم کی گئی ہے، اب کوئی اسلام دشمن یا وطن دشمن آڈیو / وڈیو پوسٹ پبلک نہیں کی جا سکے گی، لیکن اس کے مثبت نتائج نظر نہیں آ رہے۔ مسلمان کی نظر میں دینی مقدّسات کی حُرمت جنرل / جج صاحبان کی عزت سے کروڑوں درجے زیادہ ہے، مگر حکومت اِسے اہمیت نہیں دے رہی۔ تحفّظِ ناموسِ رسالت کے لیے عملی اقدامات ایمانی تقاضا بھی ہیں اور حکومت کی آئینی ذمے داری بھی، اِسے نبھانا بے حد ضروری ہے۔

شرعی مسئلہ: شرعی عذر نہ ہو تو بالغ مسلمان پر رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں اور کوئی شخص رمضان المبارک میں سرِعام کھائے پیے تو حاکمِ اسلام کو حکم ہے کہ اُسے بطورِ سزا قتل کروا دے۔ بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اُسے بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے گا، دس سال کا ہو جائے تو روزہ نہ رکھنے پر سرزنش کی جائے گی اور بالغ ہو جائے تو روزہ فرض ہو گا۔

اللہ تعالیٰ امام الانبیا ﷺ کے قدموں کی برکت سے ہماری مغفرت فرمائے! تمام مسلمانوں کو تحفّظِ ناموسِ رسالت کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق سے نوازے اور اپنی قدرتِ کاملہ سے گستاخانِ رسول ﷺ کو نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم مجاہدینِ بدر و فتحِ مکہ کے صدقے اُمّت میں دینی غیرت کو بیدار فرمائے! ہمارے ایمان کو قوّت سے نوازے اور پھر ہمیں اُس کے ثمرات سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے!

ربِّ کریم تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب و آلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید و نصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، مجاہدینِ حمّاس کو سُرخرو فرمائے اور اہلِ غزّہ کو اُن کے وطن سے بے دخل کرنے کے خواہشمند امریکہ، اسرائیل اور اُن کے تمام اتحادیوں کو ذلیل و رسوا کرے!

مالکِ کریم پاکستان کو ہر طرح کے مصائب سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم ﷺ!